حسنِ انتقاد

تبصرے کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

ذ۔ بخاری

ماہنامہ ''نورِ علیٰ نور'' کا ''خطیبِ دین وملت نمبر'' مولانا محمد ضیاء القاسمی مرحوم ومغفور کے ہمدم دیرینہ مولانا عبدالرشید انصاری نے اپنے مرحوم دوست کی دینی وملی خدمات کے تذکرے اور سوانحی نقوش کی تدوین واشاعت کے لئے، کئی مہینوں کی محنت کے بعد یہ ''نمبر'' چھاپا ہے۔ مولانا مرحوم کے دوستوں، شاگردوں اور عقیدت مندوں کے مشاہدات اور تأثرات پر مشتمل یہ ایک اہم دستاویز ہے۔

قاسمی صاحب مرحوم کی شہرت وتعارف کا کلیدی حوالہ ان کی خطابت ہے۔ ان کے مخصوص خطابتی اسلوب میں کارفرما، وہ سلبی و ایجابی منطقیت، جو بیک وقت مدح وذم کے کتنے ہی دائروں میں گھومتی، بجلی طرح کوندتی اور شعلے کی طرح لپکتی تھی...... یقیناً تادیر یاد رکھی جائے گی۔ اس ''نمبر'' میں بعض لکھنے والوں نے مولانا مرحوم کو خطابت کی ''احراری روایت'' کا، یا اس سے بھی بڑھ کر، حضرت امیر شریعتؒ کی خطابت کا تسلسل بتلایا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ رائے تکلف اور تجاوز پر مبنی ہے۔ مولانا مرحوم نے اس باب میں قاری لطف اللہ شہیدؒ سے فیض اٹھایا تھا، پھر جب ان کی خطابت کی دھاک بیٹھی، سکہ چلا اور رنگ جما، تو یوں کہ، باید وشاید۔

اس شمارے کی ضخامت ۱۵۲ صفحات، قیمت ۵۰ روپے اور ملنے کا پتا ہے: مسجد عائشہ صدیقہ، سیکٹر 11-B، نارتھ کراچی (۷۵۸۵۰)

عالمی سیاست واقتصاد اور طالبان تحریک اس کتاب کے مصنف استاد خالد محمود، کچھ مختلف قسم کے ''مولانا'' ہیں۔ جدید سیاسیات، اقتصادیات اور عمرانیات کی خوب خبر رکھتے ہیں، لیکن اس پر اکتفا نہیں کرتے...... وہ ''خبر لینا'' بھی خوب جانتے ہیں۔ چھ سو صفحات پر مشتمل یہ ضخیم کتاب، افغانستان کی طالبان تحریک کے حوالے سے مرتب کیا گیا، شاید اولین علمی اور فکری مطالعہ ہے۔ اس تحریک کی ''فاقہ مستی'' پر ترس کھانے والوں اور اس کی ''بنیاد پرستی'' پر تاؤ کھانے والوں کے بین بین، دانش وروں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو پوری دیانت داری سے طالبان کی سیاسی، اقتصادی اور سماجی تگ وتاز میں کامیابی کے بیش از بیش امکانات دیکھتا ہے، لیکن استاد خالد محمود کا معاملہ ایسے دانش وروں سے بھی مختلف ہے۔ وہ اپنے جدید مطالعے کی بنیاد پر کچھ ایسے امکانات کا سراغ لگاتے اور کچھ اس قسم کے اقدامات تجویز کرتے ہیں کہ جو طالبان کے ہمدرد حلقوں میں بھی کم کم زیر غور لائے جاتے ہیں۔ فاضل مصنف کے نقطۂ نظر سے، بہت سی جگہوں پر اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن خوشی کی بات یہ ہے کہ طالبان کی صورت میں رونما ہونے والی ایک عظیم انقلابی تحریک کو، خواہ کچھ دیر میں سہی، مستقبلیاتی (Futuristic) تناظر میں پرکھنے والے صاحبانِ علم سامنے آنا شروع ہوگئے ہیں۔

یہ کتاب ایک سنجیدہ علمی کاوش ہے۔ اور بہر حال خیر مقدم کے لائق ہے، تاہم گلوبلائزیشن اور ٹیکنولوجیکل بالادستی کے اقتصادی و عمرانی مظاہر کا تجزیہ کرتے ہوئے فاضل مصنف نے اکبر علی جیسے جدید ''ترقی پسند'' دانش وروں کی بہت سی ایسی تعبیرات پر بھی صاد کیا ہے، یا ان سے استناد کیا ہے کہ جن میں ''استنادیت'' والی کوئی سی بات نہیں پائی جاتی۔

کتاب کی قیمت: ۱۸۰ روپے اور ناشر ادارہ: گوشہ علم وتحقیق، المدینہ گارڈن، جمشید روڈ نمبر ۲ کراچی ہے۔